کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

خطبۃ الانوار

خطباء و واعظین کے لیے جمعۃ المبارک کا بیان

عنوان

حضرت خواجہ محمد نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و واقعات

سلسلہ نمبر 00190

تاریخ
10 اکتوبر 2025ء
۱۶ ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ

پیش کش
تنظیم فضلاء انوار العلوم ملتان پاکستان
مرکزی دفتر جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان
0304-0306-0314
6123162
061-6560699

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِوَالْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّابَعْدُ!فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ.بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ(یونس:62)

حضور خاتم الانبیآء صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے لوگ ہونگے کہ جونہ تو نبی ہونگے اور نہ شہید مگر اتنے اونچے مقام پر اللّٰہ کے قرب میں بیٹھے ہوں گے کہ جس پر قیامت کے دن نبی اور شہید بھی رشک کریں گے، صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خدا کے لیے ذراان کی وضاحت کیجئے،ان کی علامت بیان کریں، تاکہ ہم ان کو پہچان سکیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟

یہ سوال سن کر آقاعلیہ السلام کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا،پھر آقاعلیہ السلام نے فرمایا:وہ مختلف قبائل مختلف شہروں اور مختلف علاقوں سے ہونگے، ان کے درمیان خونی رشتہ داری نہ ہوگئی، وہ صفاء قلب رکھتے ہونگے اور قیامت کے دن جب وہ آئیں گے تو اللّٰہ فرمائے گا کہ ان کے لیے نور کے صوفے، کرسیاں اور منبر بچھادو، اللّٰہ پاک اپنے دست کرامت سے ان کو نور کی کرسیوں پر بٹھائے گا۔ پھر اللّٰہ ان کے چہروں کو پُرنور کردے گا، اُن کے چہروں سے سورج کی طرح نور نکلے گا اور ان کے لباس نور ہوجائیں گے۔

ہر شخص قیامت کے دن جب تھر تھر کانپ رہاہو گا،ان لوگوں کو کوئی خوف نہ ہو گا،لوگ غم زدہ ہونگے یہ غم زدہ نہ ہونگے، یہ سن کر صحابہ کرام ہیجان میں تھے کہ ابھی آگے بات کھلے کہ یہ کون ہیں تب آقاعلیہ السلام نے پردہ اٹھایااور آیت پڑھی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ(یونس:62)

خبردار!بیشک اللّٰہ کے ولیوں پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔(البیان)

انہیں برگزیدہ شخصیات میں سے ایک حضرت خواجہ خواجگان حضرت محمد نظام الدین اولیاءرحمۃ اللہ علیہ ہیں، آج کے خطبہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وواقعات ذکر کیے جائیں گے۔ان شاءاللہ العزیز

نام ونسب:

آپ کا اصل نام سید محمد نظام الدین،والد کا نام سید احمد بخاری ہے۔ولادت شہر بدایوں[1] میں 27 صفر 636 ہجری میں ہوئی۔**آپ** رحمۃ اللہ علیہ کو،نظامُ الدین اولیاء،محبوبِ الٰہی،سلطانُ المشائخ،سلطانُ الاولیاء،تاجُ الْمُقربین ،بدرالملت والدین، ملک الفقراء والمساکین،سلطان العارفین کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

سلسلہ نسب:

آپ والدماجد اور والدۂ محترمہ کی طرف سے حسینی ہیں۔[2]

حضرت نظام الدین اولیاءرحمۃ اللہ علیہ کے داداسید علی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اورآپ کے ناناسید عرب بخاری رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگ اپنے اپنے اہل وعیال کے ہمراہ بخارا سے ہجرت کر کے بدایوں میں آباد ہوگئے۔

---

[1] **بدایون:** بھارت میں واقع ایک شہر جو بریلی سے تقریباً44 کلو میٹر جنوب مغرب کی طرف آباد ہے۔بدایوں کو روہیل کھنڈ کا دل بھی کہا جاتا ہے۔اس شہر کی بنیاد ایک ہندو راجا بدھ نے سن 905ء میں ڈالی تھی۔

[2] **نسب نامہ ٔپدری:** حضرت خواجہ محمد نظام الدین اوٗلیابن احمد بن علی عبد اللہ بن علی اصغر بن جعفر بن علی ہادی نقی بن محمد تقی الملقب بہ جواد بن علی رضابن موسیٰ کاظم بن جعفر الصادق بن محمد باقر بن علی المقلب بہ زین العابدین بن حسین بن علی کرم اللہ وجہہ۔

نسب نامہ ٔمادری: حضرت بی بی زلیخا بنت سید عرب البخاری بن ابو المفاخر بن محمد اظہر بن حسین بن علی بن احمد بن عبد اللہ بن علی اصغر بن جعفر بن علی ہادی نقی بن محمد تقی الملقب بہ جواد بن علی رضابن موسیٰ کاظم بن جعفر الصادق بن محمد باقر بن علی الملقب بہ زین العابدین بن حسین بن علی کرم اللہ وجہہ۔

آپ کے داداسید علی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ناناسید عرب بخاری رحمۃ اللہ علیہ دونوں اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ دونوں بزرگوں نے باہمی مشورے سے اپنے خاندانی رشتے کو مضبوط کرتے ہوئے نہایت ہی نیک سیرت وصورت سید احمد علی کی شادی، حضرت سیدہ زلیخا سے کر دی۔ جو عابدہ، زاہدہ اوراپنے وقت کی ولیہ کاملہ تھیں، انہیں اپنے وقت کی "رابعہ بصریہ" کہا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس خوبصورت اورنیک جوڑے کوایک چاند سے بیٹے سے نوازاجن کا نام "محمد نظام الدین" رکھا۔ "محمد نظام الدین" بمشکل پانچ برس کے ہوئے کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی والدہ محترمہ ایک امیر وکبیر باپ کی بیٹی تھیں، لیکن آپ نے اپنے والد کی دولت کے ذخائر کی طرف آنکھ اٹھاکر بھی نہیں دیکھا۔ آپ کی نیک دل، پاک سیرت اور بلند ہمت والدہ حضرت بی بی زلیخا نے سوت کات کات کر اپنے یتیم بچے کی عمدہ پرورش کی۔

آپ دن رات سوت کاتتیں اور پھر اسے ملازمہ کے ہاتھ بازار میں فروخت کرادیتیں۔ اس طرح جو کچھ رقم حاصل ہوتی اس سے گزر اوقات کرتیں۔ یہ آمدنی اتنی قلیل ہوتی کہ معمولی غذا کے سوا کچھ ہاتھ نہ آتا۔ تنگ دستی کا یہ حال تھا کہ شدید محنت کے باوجود ہفتے میں ایک فاقہ ضرور ہو جاتا۔ جس دن فاقہ ہوتا اور نظام الدین مادر گرامی سے کھانا طلب کرتے تو بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا بڑے خوشگوار انداز میں فرماتیں بابا نظام! آج ہم سب اللہ کے مہمان ہیں، بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا کا بیان ہے کہ میں جس روز اپنے صاحبزادے سے یہ کہتی کہ آج ہم اللہ کے مہمان ہیں تو وہ بہت خوش ہوتے۔ سارا دن فاقے کی حالت میں گزر جاتا مگر وہ ایک بار بھی کھانے کی کوئی چیز طلب نہ کرتے اور اس طرح مطمئن رہتے کہ اللہ کی مہمانی کاسن کر انہیں دنیا کی ہر نعمت میسر آگئی ہو۔ پھر جب دوسرے روز کھانے کا انتظام ہو جاتا تو نظام الدین اپنی والدہ کے حضور عرض کرتے، مادر گرامی اب ہم کس روز اللہ کے مہمان بنیں گے؟ والدہ محترمہ جواب دیتیں، بابا نظام! یہ تو اللہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ کسی

کا محتاج نہیں۔ وہ جب بھی چاہے گا تمہیں اپنا مہمان بنالے گا۔ آپ مادر گرامی کی زبان سے یہ وضاحت سن کر چند لمحوں کے لیے خاموش ہو جاتے اور پھر نہایت سرشاری کے عالم میں یہ دعا مانگتے: اے اللہ! تو اپنے بندوں کو روزانہ اپنا مہمان بنا۔ اللہ کی مہمانی کا واضح مطلب یہی تھا کہ اس روز فاقہ کشی کی حالت سے دوچار ہونا پڑے گا۔

محترم حضرات! پانچ سال کی عمر میں یہ دعا اور یہ آرزو! اہلِ دنیا کو یہ بات بڑی عجیب معلوم ہو گی، مگر وہ جنہیں اس کائنات کا حقیقی شعور بخشا گیا اور جن کے دل و دماغ کو کشادہ کر دیا گیا، وہ اس راز سے باخبر ہیں کہ ایسا کیوں ہوتا تھا اور حضرت نظام الدین انتہائی کم سنی کے عالم میں اللہ کے مہمان بننے کی آرزو کیوں کیا کرتے تھے۔ یقیناً یہ سب اللہ کا خاص کرم اور گھر میں نیک اور صالحہ والدہ کی تربیت کا نتیجہ تھا۔ اس سے ہمیں درس ہدایت لینا چاہیے اور اپنی شادی شدہ بہنوں اور بچیوں کے سامنے حضرت بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا کی سیرت کے اس پہلو کو ذکر کرنا چاہئے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں صبر و شکر سے زندگی گزاریں اور اپنی اولاد کو بھی صبر و شکر کی تلقین کریں۔

تحصیل علم: آپ پر اللہ کا فضل و کرم تھا، اس لیے آپ نے بہت جلد قرآن حفظ کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے مولانا علاء الدین اصولی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شرکت فرمائی۔ آپ کے استاذ محترم نے آپ کے ذوق کو دیکھتے ہوئے آپ پر خصوصی توجہ دی۔ ابتدائی دینی تعلیم کے بعد فقہ حنفی کی مشہور کتاب "قدوری" ختم کی۔

حضرت بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا بڑی خوش ہوئیں اور بدایوں کے جلیل القدر علماء کو دعوت دی۔ جب بدایوں کے ممتاز جلیل القدر علماء جمع ہو چکے تو مولانا علاء الدین اصولی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے

شاگرد کے سر پر دستارِ فضیلت باندھی۔ حاضرین نے اس مجلسِ روحانی میں بڑا جاں فزا منظر دیکھا زبانِ حال کا عالم مستقبل کے عالم کو اپنے علم کی امانت منتقل کر رہا تھا۔

دستار بندی کے بعد مولانا علاء الدین اصولی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کی درخواست کی۔(اس وقت بدایوں میں وہی ولایت کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔)مولانا اصولی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے محبوب شاگرد کو اس طرح دعائیں دیں کہ شدت جذبات سے اہل مجلس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ پھر عام رسم دعا ادا کی گئی اور اس طرح تمام علمائے بدایوں کی دعاؤں کے سائے میں "محمد نظام الدین" کے علم کے نئے سفر کا آغاز ہوا۔

دہلی میں قیام:

بعدِ تحصیل علومِ ظاہری آپ نے علاقہ بدایوں سے ہجرت کر کے دہلی میں رونق افروز ہو کر وہیں مستقل سکونت اختیار فرمالی، دہلی میں "حضرت محمد نظام الدین" کئی سال تک تحصیلِ علم میں مشغول رہے، آپ نے مولانا امین الدین احمد صاحب محدث کی صحبت سے کافی فیض پایا، آپ جب دہلی تشریف لائے تو آپ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے بھائی اور خلیفہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کے پڑوس میں مکان کرائے پر لے کر رہنا شروع کیا۔ آپ کو حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت و مرتبہ کے بارے میں پتا چلتا رہتا تھا۔ اس طرح آپ غائبانہ طور پر شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد ہو گئے اور آپ کے دل میں یہ خواہش غلبہ پانے لگی کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی جائے۔ چنانچہ حضرت نظام الدین اولیاء اپنے دل کی خواہش سے مغلوب ہو کر پاک پتن شریف روانہ ہو گئے جب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو دیکھ کر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا:

اے آتش فراغت دل با کباب کردہ

سیلاب اشتیاقت جانھا خراب کردہ

(تیری فرقت کی آگ نے قلوب کو کباب کر دیا اور تیرے شوق کے سیلاب نے جانوں کو برباد کر دیا۔)

محترم حضرات! آپ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور حلقہ ٔارادت میں شامل ہو گئے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ظاہری و باطنی علوم سے نوازا اور خصوصی شفقت فرمائی۔ آپ نے اپنے مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ قرآن پاک کے چھ پارے تجوید و قرأت کے ساتھ پڑھے۔

پیر و مرشد سے محبت:

محترم حضرات! آپ کو اپنے پیر دستگیر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے انتہائی محبت تھی، آپ کا خلوص، فرمانبرداری اور حسن اعتقاد آپ کی سعادت کی دلیل ہے، جس کی بدولت حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بے شمار نعمتوں سے نوازا، آپ کے دل میں اپنے پیر و مرشد کی طرف سے اخلاص و اعتقاد روز بروز بڑھتا رہا، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "مولانا نظام، جس روز سے میرے پاس آیا ہے اور مرید ہوا ہے، اس کے اخلاص و اعتقاد میں خلل واقع نہیں ہوا"۔ ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "مرید فرزند کو راسخ ایسا ہونا چاہئے جیسے کہ "نظام" ہیں"۔

جب آپ خدمت گزاری اور اطاعت شعاری سے مرتبہ کمال کو پہنچے تو بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلق خدا کی ہدایت و تکمیل کی اجازت دے کر 659 ہجری کو دہلی روانہ فرمایا۔

پیر و مرشد کے حکم پر ہی دہلی آکر محلہ غیاث پورہ میں مستقل سکونت اختیار کی۔ سلوک و معرفت کی تمام منزلیں حاصل کرنے کے باوجود آپ نے تیس سال تک نہایت ہی سخت مجاہدہ کیا۔

اپنی گفتگو میں قرآن وحدیث، سیرت و تاریخ، فقہ و تصوف اور لغت و ادب کے حوالے دیا کرتے تھے۔ آپ اپنے مریدوں کو کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی ہدایت فرماتے۔ آپ علوم القرآن پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ اپنے سامعین کو قرآنی معارف سے آگاہ فرماتے۔ آپ جیسے اسرار طریقت و حقیقت میں ولی کامل تھے، ویسے ہی علوم حدیث و تفسیر، فقہ واصول، صرف و نحو، منطق و معانی اور ادب میں فاضل اجل، عالم اکمل تھے۔ آپ کی برکات کے اثرات سے ہندوستان لبریز ہے۔

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت مقبولیت دی۔ عام و خاص سب لوگ آپ کی طرف رجوع کرنے لگے۔ اس کے بعد دست غیب اور فتوحات کے دروازے آپ پر کھولے گئے اور ایک جہاں اللہ تعالیٰ کے احسان وانعام کی مدد سے آپ کے ذریعے فائدہ حاصل کرنے لگا۔ آپ کا اپنا حال یہ تھا کہ تمام اوقات ریاضت اور مجاہدہ میں گزارتے، ہمیشہ روزہ رکھتے اور افطار کے وقت تھوڑا سا پانی پی لیتے، بوقت سحری عام طور پر کچھ نہ کھاتے۔ ایک دن شیخ عبد الرحیم نے عرض کی: حضور! آپ سحری میں کچھ نہیں کھاتے، افطاری کے وقت بھی کچھ نہیں کھاتے۔ ضعف و نقاہت سے کیا حال ہو گیا ہے۔ یہ سن کر آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ فرمایا: اے عبد الرحیم! کتنے فقیر محتاج مسجدوں، درسگاہوں اور چبوتروں پر بھوکے پڑے ہوتے ہیں، اس حالت میں میرے حلق سے نوالہ کیسے اتر سکتا ہے۔ فیض باطنی کا یہ حال تھا کہ جو شخص صدق اعتقاد سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا نظر کیمیا اثر کی تاثیر سے فیض باطنی سے ولی کامل ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال جذب و فیض عطا فرمایا۔ اہلِ دہلی کو آپ کی بزرگی کا علم ہوا تو آپ کی زیارت اور فیض و برکت کے حصول کی خاطر گروہ در گروہ آنے لگے اور ان کی تعداد میں اضافہ ہونے

لگا۔وقت کے بادشاہ اور امرا بھی آپ سے عقیدت کا اظہار کرتے لیکن آپ ان کی طرف التفات نہ فرماتے۔حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی طلب علم، عبادت و ریاضت، مجاہدہ اور لوگوں کی تربیت و اصلاح میں گزار دی، آپ نہایت متقی، ایثار کرنے والے، دل جوئی کرنے والے عفوودرگزر سے کام لینے والے، حلیم وبردبار، حسن سلوک کے پیکر اور تارک دنیا تھے۔

شانِ محبوبی:

ولی کامل جب قطبیت اور فردانیت کے درجوں سے گزر جاتا ہے اور مرتبۂ محبوبیت تک پہنچ جاتا ہے،تو اس وقت وہ مظہرِ اسرار الٰہی ہوجاتا ہے اور اس کا ارادہ خداوند تعالیٰ کا ارادہ ہوجاتا ہے۔حضرت محبوبِ الٰہی غوثیت اور فردانیت کے مراتب سے گزر کر مرتبۂ محبوبی پر پہنچے تھے، مرتبہ محبوبی کی شان آج بھی آپ کے مزارِ پُر انوار سے ظاہر ہے۔

دہلی کے ایک بادشاہ کا عجیب واقعہ ہے:

"سلطان غیاث الدین تغلق "اگرچہ بظاہر "محبوبِ الٰہی" سے کچھ نہ کہتا تھا، لیکن دل میں آپ کی طرف سے کدورت رکھتا تھا،ایک مرتبہ وہ بنگال سے دہلی روانہ ہو رہا تھا،اس نے حضرت محبوبِ الٰہی کو پیغام بھیجا کہ اس کے آنے تک وہ دہلی میں نہ ہوں اور اس کے بعد غیاث پور سے بھی چلے جائیں، آپ اس وقت کچھ رنجیدہ ہوئے اور آپ نے جواب دیا کہ **"ہنوز دلی دور است"** (ابھی دہلی دور ہے)۔

آخر کار ایسا ہوا کہ ابھی دہلی نہ پہنچا تھا کہ تغلق آباد کا محل غیاث الدین تغلق پر گرا اور وہ مر گیا، اس کو دہلی پہنچنا نصیب ہی نہ ہوا، اب بھی بطور ضرب المثل لوگ کہتے ہیں کہ **"ہنوز دلی دور است"**۔

ہم سے تو دھوبی کا بیٹا ہی خوش نصیب نکلا:

محترم حضرات! حضرت محمد نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اکثر ایک جملہ کہا کرتے تھے کہ "ہم سے تو دھوبی کا بیٹا ہی خوش نصیب نکلا، ہم سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا"۔ایک دن آپ کے مریدوں نے پوچھ لیا کہ حضرت! یہ دھوبی کے بیٹے والا کیا ماجرا ہے؟۔۔۔ آپ نے فرمایا ایک دھوبی کے پاس محل سے کپڑے دھلنے آیا کرتے تھے اور وہ میاں بیوی کپڑے دھو کر تہہ بنا کر واپس محل پہنچا دیا کرتے تھے،ان کا ایک بیٹا بھی تھا۔ جب جوان ہوا تو کپڑے دھونے میں والدین کا ہاتھ بٹانے لگا،ان کپڑوں میں شہزادی کے کپڑے بھی دھلنے آتے، جن کو دھوتے دھوتے وہ لڑکا شہزادی کے نادیدہ عشق میں مبتلا ہو گیا،محبت کے اس جذبے کے جاگ جانے کے بعد اس کے اطوار تبدیل ہو گئے،وہ شہزادی کے کپڑے الگ کرتا انہیں خوب اچھی طرح دھوتا اور اس کے بعد ایک خاص نرالے انداز میں تہہ کر کے رکھتا۔ سلسلہ چلتا رہا، آخر اس کی والدہ نے اس تبدیلی کو نوٹ کیا اور دھوبی کو بتایا کہ یہ تو لگتا ہے سارے خاندان کو مروائے گا،یہ تو شہزادی کے عشق میں مبتلا ہو گیا ہے۔والد نے بیٹے کے کپڑے دھونے پر پابندی لگا دی، ادھر جب تک لڑکا محبت کے زیر اثر محبوب کی کوئی خدمت بجالاتا تھا، محبت کا بخار نکلتا رہتا تھا، مگر جب وہ اس خدمت سے ہٹایا گیا تو لڑکا بیمار پڑ گیا اور چند دن کے بعد فوت ہو گیا۔

ادھر کپڑوں کی دھلائی اور تہہ بندی کا انداز بدلا تو شہزادی نے دھوبن کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا کہ میرے کپڑے کون دھوتا ہے؟ دھوبن نے جواب دیا کہ شہزادی عالیہ میں دھوتی ہوں، شہزادی نے کہا پہلے کون دھوتا تھا؟ دھوبن نے کہا کہ میں ہی دھوتی تھی، شہزادی نے اسے کہا کہ یہ کپڑا تہہ کرو، اب دھوبن سے ویسے تہہ نہیں ہوتا تھا، شہزادی نے اسے ڈانٹا کہ تم جھوٹ بولتی ہو! سچ سچ بتاؤ! ورنہ سزا ملے گی، دھوبن کے سامنے کوئی دوسرا رستہ بھی نہیں تھا، کچھ دل بھی غم سے بھرا ہوا تھا، وہ زارو قطار رونے لگ گئی اور سارا ماجرا شہزادی سے کہہ دیا۔

شہزادی یہ سب کچھ سن کر سناٹے میں آگئی۔ پھر اس نے سواری تیار کرنے کا حکم دیا اور شاہی بگھی میں سوار ہو کر پھولوں کا ٹوکرا بھر کر لائی اور مقتولِ محبت کی قبر پر سارے پھول چڑھا دیے، زندگی بھر اس کا یہ معمول رہا کہ وہ اس دھوبی کے لڑکے کی برسی پر اس کی قبر پر پھول چڑھانے ضرور آتی۔ یہ بات سنانے کے بعد حضرت کہتے ہیں کہ۔۔۔ اگر ایک انسان سے بن دیکھے محبت ہو سکتی ہے تو بھلا اللہ سے بن دیکھے محبت کیوں نہیں ہو سکتی؟، ایک انسان سے محبت اگر انسان کے مزاج میں تبدیلی لا سکتی ہے اور وہ اپنی پوری صلاحیت اور محبت اس کے کپڑے دھونے میں بروئے کار لا سکتا ہے تو کیا ہم لوگ اللہ سے اپنی محبت کو اس کی نماز پڑھنے میں اسی طرح دل و جان سے نہیں استعمال کر سکتے؟۔

مگر ہم تو بوجھ اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر شہزادی محبت سے تہہ شدہ کپڑوں کے انداز کو پہچان سکتی ہے تو کیا رب کریم محبت سے پڑھی گئی نماز اور پیچھا چھڑانے والی نماز کو سمجھنے سے عاجز ہے؟۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ پھر فرماتے وہ دھوبی کا لڑکا، اس وجہ سے کامیاب ہے کہ اس کی محبت کو قبول کر لیا گیا، جبکہ ہماری نماز کا کوئی پتہ نہیں، قبول ہو گی یا منہ پر ماردی جائے گی۔ اللہ جس طرح ایمان اور نماز روزے کا حکم دیتا ہے اسی طرح محبت کا تقاضا بھی کرتا ہے، مگر ہم غافل ہیں ۔ پھر فرماتے اللہ کی قسم اگر یہ نمازیں نہ ہوتیں تو اللہ سے محبت کرنے والوں کے دل اسی طرح پھٹ جاتے جس طرح دھوبی کے بچے کا دل پھٹ گیا تھا، محترم حضرات! یہ ساری ساری رات کی نماز ایسے ہی نہیں پڑھی جاتی کوئی جذبہ بندے کو کھڑا رکھتا ہے۔

حضرت محبوبِ الٰہی نے بدھ کے روز بعدِ نماز ظہر حضرت نصیر الدین چراغ کو طلب فرمایا اور عصا، مصلیٰ، تسبیح، نعلین اور خرقہ اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے دیگر تبرکات آپ کے سپرد فرمائے پھر حضرت نصیر الدین چراغ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "تمہیں دہلی میں رہ کر لوگوں کی جفاو قضا اٹھانی چاہئے"۔

وصال: آپ چار مہینے اور کچھ دن بیمار رہے اور 18 ربیع الثانی 725ھ بروز بدھ بعد طلوع آفتاب جوارِ رحمت میں داخل ہوئے، نماز جنازہ شیخ الاسلام رکن الدین ملتانی نے پڑھائی۔ آپ کی عمر 94 برس تھی۔ یوں علم و عرفان، رشد و ہدایت اور شریعت و طریقت کا یہ نیر تاباں اپنی جلوہ سامانی بکھیر کر دہلی میں غروب ہو گیا۔ آپ کا مزار پُر انوار دہلی میں لاکھوں دلوں کو چین اور آنکھوں کو ٹھنڈک بخش رہا ہے۔[3] (ماخوذ: دلی کے بائیس خواجہ، سیر الاولیاء، تاریخ مشائخ چشت، چشتی تعلیمات)

ذہنی صحت کا عالمی دن:

10 اکتوبر دنیا بھر میں ذہنی صحت Mental Health کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ عالمی ادارہ صحت کی رپوٹ کے مطابق دنیا بھر میں 45 کروڑ افراد کسی نہ کسی دماغی عارضے میں مبتلا ہیں۔ جس میں سب سے زیادہ پائی جانے والی دماغی بیماریاں ڈیپریشن اور (Schizophrenia) شیزوفرینیا ہیں۔ شیزوفرینیا میں مریض کا دماغ غیر حقیقی چیزوں کو حقیقت سمجھنے لگتا ہے، اسے رشتہ دار قریبی عزیز سب دشمن نظر آتے ہیں۔ ان لوگوں میں باہر کی دنیا کا شعور کم ہوتے ہوتے تقریباً ختم ہونے لگتا ہے۔ یہ اپنی ہی دنیا میں مگن نظر آتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ترقی پزیر ملکوں میں 85 فی صد تک افراد کو دماغی امراض کے کسی علاج تک کوئی بھی رسائی حاصل نہیں ہے۔ وہاں دماغی بیماری کو شرمندگی اور بدنامی سمجھا جاتا ہے۔ ایسے افراد جو کسی بھی وجہ سے کسی دماغی بیماری میں مبتلا ہیں انہیں ماہر نفسیات سے اپنا علاج کرانا چاہیے، اس کے علاوہ دماغی صحت کا روحانی حل نماز، تہجد، قرآن کی تلاوت، اللہ پر کامل توکل اور علمائے کرام و بزرگان دین کے بتائے ہوئے طریقہ سے زندگی گزارنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

---

[3] آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی بھر شادی نہیں کی، تمام عمر تَجَرُّدْ میں گزار دی۔